قانون روما

طفیل احمد قریشی

(۲)

جس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو اسلامی تعلیمات اور الٰہی احکام سے روشناس فرما رہے تھے، عرب کے گرد و پیش دو بڑی طاقتوں کا طوطی بول رہا تھا۔ ایک طرف ایرانی سلطنت تھی، دوسری جانب بازنطینی (رومی) شہنشاہیت۔ سیاست اور قیادت کے میدان میں یہ دونوں طاقتیں ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت (۵۶۹ء) سے چند ہی سال قبل جسٹینین (۵۲۷، ۵۶۵ء) نے رومی قانون کی تدوین میں جو اہم کردار ادا کیا (جس کا مقصد ذکر گذشتہ قسط میں کیا جا چکا ہے) اسے قانون کی تاریخ میں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ رومیوں نے اپنے مقبوضات میں رومی قانون کو متعارف کرایا، جسٹینین کے بعد جب اس کے جانشین جسٹینین ثانی (۵۶۵، ۵۷۸ء) طیبریوس ثانی (۵۸۱ء ۵۸۲ء) موریس (۵۸۲ء - ۶۰۲ء) یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے تو وہ آپؐ کی مکی زندگی کا دور تھا۔ ہرقل کے عہد میں آپ نے ۶۲۲ء میں مدینہ ہجرت فرمائی۔ اور وہاں اسلامی حکومت کی داغ بیل پڑی۔ ہرقل اس زمانے میں ایرانیوں اور دوسری ابھرتی ہوئی طاقتوں سے برسرپیکار تھا۔ ۶۱۴ء میں ایرانیوں نے اسے شکست دے کر یروشلم پر قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد ۶۲۴ء تک وہ بری طرح مختلف معرکوں میں الجھا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ایرانیوں سے اس نے اپنے بہت سے مقبوضات واپس لے لئے، ہجرت کے بعد ابتدائی پانچ چھ سالوں میں عرب کے قبائل کے قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور انہی دنوں میں ۶۲۸ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو ایک خط کے ذریعہ اسلام

کی دعوت دی۔ اس قسم کے خطوط آپؐ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں خسرو (شاہ ایران) مقوقس (شہنشاہ مصر) نجاشی شاہ حبشہ) حارث غسانی (حاکم شام) وغیرہ کو بھی لکھے تھے۔

پھر وہ دور بھی آیا جب رومی علاقوں پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ اسلامی لشکر نے ۶۳۵ء میں دمشق اور ۶۳۶ء میں یرموک فتح کرکے پورے شام پر قبضہ کر لیا۔ ۶۳۷ء میں یروشلم مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور اس کے تین سال بعد مصر فتح ہو گیا۔ ۶۴۷ء میں شمالی افریقہ کا علاقہ اسلامی سلطنت میں داخل ہوا اور ۶۴۸ء میں قبرص پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد مشرقی رومی (بازنطینی) سلطنت کے سب سے بڑے مرکز قسطنطنیہ کا کئی بار محاصرہ کیا گیا اور بالآخر ۱۴۵۳ء میں عثمانی ترک سلطان محمد فاتح نے قسطنطین سوم کو شکست دے کر اسے بھی فتح کر لیا گیا۔ ۱۹۲۳ء تک یہ شہر عثمانی ترکوں کا دارالحکومت اور خلافت کا مرکز رہا۔

جسٹینین کے دور سے محمد فاتح کے زمانے تک رومی حکومت کی سرحدیں بدلتی رہیں۔ مسلمانوں کے رومی علاقوں میں پھیلنے کے بعد جو نئی چیزیں بھی انہیں ملیں، انہوں نے اس کا مطالعہ کیا۔ چنانچہ رومی کتب کے قانونی سرمائے سے جو معلومات فراہم ہوتی ہیں ان کا احاطہ تو نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی وہ ہمارا موضوع ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ جاننے کے لئے کہ جسٹینین کے بعد اسلامی حکومت کے زیر اثر آنے تک رومیوں کے ہاں جو قانون مختلف رد و بدل کے ساتھ نافذ ہوتا رہا اس کا خاکہ کیا تھا؟ اس کا مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

قانون

رومیوں کے ہاں قانون کے لئے لفظ "جوس" استعمال کیا جاتا تھا، جس کی ان کے نزدیک تعریف یہ تھی کہ

قانون نام ہے ان قواعد کا جو عدلیہ کی جانب سے مسلم و نافذ ہوں، جسٹینین نے جو قانون مدون کیا، اس کا بحیثیت مجموعی تین حیثیتوں سے جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

۱۔ قانون افراد

۲۔ قانون اشیاء (۳) قانون نالشات

(۱) قانون افراد

رومیوں میں افراد کی قانونی اہلیت کا تعین اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا تھا جب تک کہ ان کی حیثیت کا تعین نہ ہو جائے۔ چنانچہ جسٹینین حیثیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

قانون کا جاننا اس وقت تک بے فائدہ ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ افراد کیسے ہیں جن کے لئے قانون وضع کیا گیا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ روما کا پورا معاشرہ پانچ قسم کے لوگوں پر مشتمل تھا۔ جس سے قانون کو افراد کی حیثیت کو تعین کرنے میں مدد ملتی تھی۔

۱۔ انجینوس۔ پیدائشی آزاد

۲۔ لبرٹنی۔ یا آزاد شدہ

۳۔ لیٹنی جونیا! ایسے آزاد شدہ غلام جو کسی قانونی وجہ سے مکمل شہری نہ بن سکے ہوں

۴۔ ویڈیٹیکی۔ سزا یافتہ آزاد شدہ یعنی جو آزاد تو کر دیئے گئے ہوں، مگر کسی جرم کی پاداش میں سزا بھگت رہے ہوں۔

۵۔ سلیو۔ مکمل غلام۔

قانون افراد کا مکمل جائزہ اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں۔ اس لئے رومی قانون میں قانون افراد کے ان خصوصی ابواب کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جن سے رومی معاشرے کے اہم پہلوؤں پر روشنی پڑ سکے۔ چنانچہ عایلہ یا سربراہ کنبہ کے اختیارات۔ ولایت یا کفالت کے اصول۔ ازدواج یا شادی وطلاق کے قوانین اور غلامی ایسے مباحث ہیں جن سے ہم رومی معاشرہ اور اس کے قانون کی چند جھلکیاں دیکھ سکتے ہیں۔

عایلہ یا اختیار پدری

رومیوں کے ہاں رشتہ کی دو قسمیں تھیں۔ کاگناٹیو۔ یا خونی رشتہ اور اگناٹیو۔ یا حکمی رشتہ رومیوں میں خونی رشتہ کی بنیاد پر خاندان کا تصور نہیں تھا۔ بلکہ ان کے نزدیک خاندان سے ایسے افراد مراد ہوتے تھے جو رشتہ دار اس وجہ سے خیال کئے جاتے کہ وہ ایک مورث اعلیٰ کے اختیارات میں ہیں جو ان کا اور جائداد کا مختار کل ہوتا تھا۔ ایک رومی گھرانے کی اگناٹیو یا حکمی رشتہ داری کی

حیثیت زیادہ قوی تھی۔

ابتدائی دور میں رب العائلہ یا کنبہ کا سربراہ اپنے زیر اختیار افراد کو گھر سے نکال سکتا تھا۔ انہیں بیچ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ انہیں قتل کر سکتا تھا۔ دور شہنشاہیت میں جب اختیارات کے ناجائز استعمال کے احتمالات زیادہ ہو گئے تو اس قسم کی بہیمیت قابل تعزیر تصور کی جانے لگی۔ رومی گھرانے میں بچے (نرینہ و مادہ) بیوی، غلام (صحیح یا مُدبر) اور متبنی وغیرہ سربراہ کنبہ کے زیر اختیار خیال کئے جاتے تھے۔ لیکن انہی بچوں میں اگر کوئی کسی دوسرے شخص کا متبنی بنا دیا جاتا یا باپ اپنے بیٹے کو الگ کر کے اس کو الگ سربراہ بنا دیتا یا اپنی بیٹی کی شادی کر دیتا یا دونوں میں سے کسی کو گھر سے نکال دیتا یا انہیں کسی کا غلام بنا دیتا یا خود غلام بن جاتا یا اپنے غلام کو آزاد کر دیتا تو ایسی صورتوں میں مختاریت باقی نہیں رہتی تھی۔ اور متعلقہ افراد دوسرے اشخاص سے متعلق تصور کئے جاتے تھے۔

ولدیت

رومی معاشرے میں چند افراد کی ایک حیثیت یہ بھی ہوتی تھی کہ وہ صحیح شہری ہونے کے باوجود خود مختار نہیں ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں کو کسی کی نگرانی یا ولدیت میں دے دیا جاتا تھا۔ ان میں اکثر نابالغ بچے، مجنوں اور عورتیں ہوتی تھیں۔ یہ ولی یا تو بذریعہ وصیت نامزد ہوتے یا پھر قانون انہیں مقرر کرتا تھا۔

رومی معاشرہ میں عورتوں کی حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنے والدین کے گھر ہوتیں تو سربراہ کنبہ کی مختاریت میں رہتیں اور خاوند کے گھر اس کے گھرانے کی مختاریت میں آجاتیں۔

ازدواج

رومی قانون میں تزویج کی صحت کے لئے یہ ضروری خیال کیا جاتا تھا کہ (۱) فریقین ازدواج کو نافذ کرنے کے مجاز ہوں (۲) اس تزویج پر راضی ہوں (۳) سربراہ کنبہ اس تزویج کی اجازت دے دے۔ (۴) فریقین میں قریبی رشتہ داری نہ ہو۔ (۵) وہ بالغ ہوں یعنی مرد کی عمر کم از کم چودہ سال اور عورت کم از کم بارہ سال کی ہو (۶) تزویج قانونی طریقے سے منعقد کی گئی ہو۔

رومیوں کے ہاں جہیز دینے کا رواج بھی تھا' جسے ڈاس کہا جاتا تھا۔ جس سے مراد ایسی جائداد ہوتی تھی جو دلہن یا سربراہ کنبہ شوہر کو اس لئے منتقل کرتا تھا کہ ازدواج کی وجہ سے جن اخراجات کا بار اس پر پڑے اس میں اس کی مدد کی جائے۔ یہ جہیز یا تو فی الفور (معجّل) بوقت نکاح ادا کیا جاتا تھا یا اس کی ادائیگی کا وعدہ (موعود) کر لیا جاتا تھا۔ اور یا پھر اس کی ادائیگی کا ایک وقت معینہ کے لئے اقرار کیا جاتا اسے ہم جہیز مؤجل بھی کہہ سکتے ہیں جس کی وصولی کے لئے نالش بھی کی جا سکتی تھی۔ آخری دور میں پہلی اور آخری صورتیں ہی رائج تھیں جہیز دینا ضروری خیال کیا جاتا تھا۔

جہاں عورت کی طرف سے خاوند کو جہیز ملتا تھا' وہاں خاوند بھی بیوی کو ایک خاص رقم دیتا تھا۔ جسے ہبہ یا مہر کہا جا سکتا ہے ابتدا میں یہ ہبہ قبل از نکاح دیا جاتا تھا۔ بعد میں اسے بعد از نکاح ادا کیا جانے لگا۔ جسٹینین کے ایک قانون کی رو سے اس کی مقدار بھی اتنی ہی ہوتی جتنا عورت کی جانب سے جہیز ملتا تھا۔ خاوند اس کی نگرانی ضرور کر سکتا تھا مگر کسی کے نام اس کی منتقلی کا اسے حق نہ تھا۔

طلاق کے معاملہ میں رومی طریقہ ازدواج کا خیال رکھتے تھے یعنی اگر شادی کنفربیٹیو طریقہ سے ہوتی تو طلاق ایک مخصوص رسم کو ادا کرتے ہوئے مذہبی رہنما کی موجودگی میں دی جاتی اور انقطاع طلاق کے لئے مخصوص الفاظ ادا کئے جاتے۔ اور اگر شادی کو　　　طریقے سے ہوتی تو عورت کو بیع فرضی کے ذریعہ فروخت کر دینا ہی رشتۂ ازدواج کو ساقط کر دیتا تھا۔ ایسی شادیاں جو فریقین کی رضامندی سے بمنزلۂ معاہدہ ہوتیں ان میں طلاق کا کوئی نوٹس دینا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اگر کوئی فریق بلا وجہ معقول طلاق دیتا تو قانون اسے مالی لحاظ سے سزا دیتا تھا۔ مثلاً اگر بیوی کی طرف سے ایسا ہوتا تو اسے جہیز کی واپسی کے حقوق سے محروم کر دیا جاتا تھا۔

غلامی

رومی معاشرہ میں ایک فرد کے غلام ہونے کی دو وجوہ تھیں (۱) وہ پیدائشی غلام ہو (۲) اس سے کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے جس کی وجہ سے وہ قانوناً غلام بن جائے۔ غلام عورت کا بچہ پیدائشی غلام متصور ہوتا تھا۔ اور اگر کوئی آزاد عورت کسی غلام سے اس کے آقا کی اجازت

سے مباشرت کرتی تو اس سے پیدا شدہ اولاد بھی غلام ہی متصور ہوتی۔ بلا اجازت مباشرت کرنے کی صورت میں غلام کا آقا ایسی عورت کے خلاف مجسٹریٹ کو شکایت کرتا تھا اور تین بار خلاف ورزی کی صورت میں نہ صرف یہ کہ اس غلام سے پیدا شدہ اولاد مدعی کی ہو جاتی بلکہ اس آزاد عورت کی ملکیت بھی اسے دلادی جاتی تھی۔ لیا اوقات ایسے حادثات رونما ہو جاتے تھے جن سے ایک آزاد فرد غلام بن جاتا تھا۔ جنگی قیدی اسی قسم کے غلام ہوتے تھے یا پھر مقروض جب قرض ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ کا ادائیگی قرض تک کے غلام بن جاتا تھا۔ ابتدائی دور میں تو چور کو بھی جب موقعہ پر گرفتار کر لیا جائے غلام بنا لیا جاتا تھا۔

رومی تہذیب کے ابتدائی دور میں غلاموں کی حیثیت گھریلو ملازموں جیسی ہوتی تھی۔ جنگی قیدیوں کی بہتات، جاگیردارانہ نظام اور تعیش پسندی نے غلاموں کو بھی بازار کی ایک جنس بنادیا ایک دور وہ بھی آیا جب غلاموں کے ساتھ ہر قسم کی بے رحمی برتنا قانونی حق متصور ہونے لگا۔ لیکن آہستہ آہستہ جب رومی قانون کا ارتقا ہوا تو ۷۹ء کے بعد غلاموں کے ساتھ سلوک کے قوانین میں تبدیلیاں ہونے لگیں جن سے انہیں کچھ حقوق مل گئے۔

۲ - قانون اشیاء

۱- ملکیت

رومی قانون میں دوسری قسم "قانون اشیاء" ہے جس کا تعلق ملکیت اس کے حصول اور حق استعمال وغیرہ مسائل سے ہے۔ رومیوں کے نزدیک اشیاء دو قسم کی ہوتی ہیں۔ (۱) یا قابل توریث (۲) یا ناقابل توریث۔ چنانچہ قومی شاہراہیں۔ بندرگاہیں، کارپوریشن کی جائداد دیوتاؤں کی ملکیت یا اشیائے مقدسہ، قبرستان وغیرہ رومیوں کے نزدیک ناقابل توریث ملکیت خیال کی جاتی تھیں۔

حصول ملکیت کے لئے رومیوں کے نزدیک دو طریقے اختیار کئے جاتے تھے (۱) قدرتی طریقہ (۲) قانون مروجہ کے ذریعہ۔ جنگلی جانوروں کا پکڑنا۔ (جو اس دور میں ایک پیشہ تھا) مال غنیمت صنعت و کاشت وغیرہ سے حاصل شدہ ملکیت قدرتی طریقہ شمار ہوتی تھی۔ مصور، ادیب اور

فنکاروں کے شہ پاروں سے حاصل شدہ دولت کو بھی ملکیت کے حصول کا قدرتی طریقہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے برعکس خرید و فروخت، فرضی دعویٰ قانونی حق قدامت، ہبہ، استحصال از قانون موضوعہ، استحصال بربنائے فیصلہ عدالت ملکیت کے حصول کے قانونی طریقے خیال کئے جاتے تھے۔

۲۔ معاہدات

رومیوں کے نزدیک معاہدات سے مراد دو افراد کے مابین وہ قانونی رشتہ تھا جس سے ان پر یہ پابندی عائد ہوتی تھی کہ ایک فریق دوسرے فریق کے لئے کوئی کام کرے یا کسی کام کرنے سے اجتناب کرے بلفظ دیگر معاہدہ کے وجوب پیدا ہوتے ہیں جن کی پابندی از روئے قانون افراد پر ضروری ہو جاتی ہے۔ جسٹینین کہتا ہے۔

وجوب ایک عقد قانونی ہے جس کی وجہ سے ہم پر اس بات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے ملک کے قانون کے مطابق جو چیز ادا کرنی ہو کر دیں۔

۳۔ افعال مضرت

رومیوں کی اصطلاح میں لفظ ڈیلکٹ سے مراد جنایت یا افعال مضرت لی جاتی تھی۔ اور قانون فوجداری کا زیادہ حصہ ان سیکڑوں اقسام کے جرائم یا ناجائز مضرت کی نشان دہی کرتا تھا جن کی نوعیت کے لحاظ سے مقننین اپنے حالات کے مطابق مختلف قسم کی سزائیں تجویز کرتے رہتے تھے۔

رومی قانون سرقہ (چوری) کی دو قسمیں کرتا تھا۔ سرقہ ظاہر اور سرقہ غیر ظاہر۔ ابتدائی دور میں چور کو سزا یہ دی جاتی تھی کہ اگر وہ آزاد ہوتا تو اسے کوڑے لگائے جاتے اور غلام کی حیثیت سے اسے مدعی کے سپرد کر دیا جاتا (تاکہ وہ چند روز یا جب تک کا فیصلہ ہو اس کی خدمت کرے) اگر وہ غلام ہوتا تو پہاڑی پر سے گرا دیا جاتا۔ لیکن بعد میں سارق کے بارے میں (خواہ وہ آزاد ہو یا غلام) یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگر سرقہ ظاہر ہے تو اس (چور) سے سرقہ کی مالیت کی چوگنی قیمت وصول کی جائے اور اگر سرقہ غیر ظاہر ہے تو قیمت دوگنی وصول کی جائے یہ سزا جسٹینین کے عہد تک رائج رہی۔

۴۔ وراثت

رومی معاشرے میں کنبہ کا جو تصور تھا، اس میں سربراہ کنبہ اعلیٰ اختیارات کا حامل ہوتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد وراثت کی تقسیم اہم مسئلہ بن جاتی تھی اس کے پیش نظر روم میں وصیت لکھنے کا رواج عام ہوگیا جس کی وجہ سے رومی قانون میں وصیت اور وراثت پر خوب بحث کی گئی ہے۔ ان مطول ابحاث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں وصیت لوگوں کے مجمع میں کی جاتی تھی۔ زبانی وصیت بھی گواہوں سے روبرو ہو تو قابل قبول ہوتی تھی پھر تحریری وصیت کا طریقہ بعد میں اپنا لیا گیا۔

قانونِ نالشات

رومی قانون میں نالشات تیسرا اہم قانونی حصہ ہے۔ قانون کے ارتقاء کو سمجھنے کے لئے اس حصہ کا مطالعہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس سے حصول انصاف کے طریقہ کار پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ عدالتی طریقۂ کار

انسانی قانون کی ابتدائی تاریخ کو عدالت کے بجائے طاقت کی تاریخ کہنا بجا ہوگا۔ جب کوئی طاقتور کسی کا حق غصب کر لیتا یا کسی کو قتل کر دیتا تو مدعی اپنے طور پر ہی فیصلہ کرتا اور غاصب یا قاتل سے انتقام لیتا تھا۔ اگر کمزور ہوتا تو پس جاتا اور اگر کچھ دم خم ہوتا تو فریق ثانی سے پورا پورا بدلہ لے لیتا تھا۔ چنانچہ رومی قانون کا ادائلی دور بھی اس منزل سے گذرا لیکن جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا، دادرسی کے طریقے بھی بدلتے گئے۔ رومی قانون کے پہلے دور میں مدعی مخلت صورتوں سے اپنی دادرسی کرتا تھا۔ وہ حاکم کے سامنے حلفیہ بیان دے کر فریق ثانی پر قانون کے نفاذ کی استدعا کرتا۔ یا وہ اس حاکم سے کسی ثالث مقرر کرنے کی درخواست کرتا یا وہ حاکم کے ذریعہ مدعا علیہ کو عدالت میں حاضری کا نوٹس دلواتا۔ یا مدعا علیہ (بالخصوص مقروض) اگر فیصلہ کے ایک ماہ کے اندر قرض کی ادائیگی نہ کرتا تو مدعی اسے خود گرفتار کر لیتا تھا۔ اور اگر وہ پھر بھی نہ مانتا یا مفرور ہو جاتا تو ایک روایت کے مطابق مدعی اس (مدعا علیہ) کی

جائداد کی شرقی کرالیتا تھا۔

جب رومی اور غیر رومیوں کے ملاپ سے نئے مقدمات اور نئے مسائل درپیش ہوئے تو کچھ باتیں غیر ملکی قوانین کی اپنانا پڑیں۔ جو وقتی تقاضوں اور مصالح کے پیش نظر خود بخود پیدا ہوگئیں۔

نالش

رومیوں میں نالشات کی مختلف صورتیں رائج تھیں ایک نالش وہ تھی جو مدعی اپنے اس حق کے بارے میں کرتا تھا جس کی رو سے وہ کسی شئے سے عام لوگوں کی طرح متمتع ہونے کا حق رکھتا ہو۔ ایک نالش وہ تھی جو مدعا علیہ سے ایسے وجوب کی تعمیل کرانے کی نسبت کی جاتی تھی جو کسی معاہدہ یا فعل ناجائز سے پیدا ہوا ہو۔ یا نالش کسی جائداد کی واپسی کے لئے کی جاتی تھی۔

حکم امتناعی

رومی عدلیہ میں احکام امتناعی بھی جاری کئے جاتے تھے۔

نالشات ایذا رسانی کی نیت سے بھی ہو سکتی تھیں جنہیں روکنے کے لئے رومی قانون میں تحقیقات ایذا رسانی یا تجویز تحقیقات یا انسداد بذریعہ حلف جیسے طریقے موجود تھے۔ اگر مدعا علیہ بری الذمہ ثابت ہوجاتا اور نالش ایذا رسانی کا باعث مان لی جاتی تو مدعی کو متنازعہ فیہ کی قیمت کا دسواں حصہ ادا کرنا پڑتا تھا۔